تلخیص

تلخیص عربی کا لفظ ہے۔ اس کا مطلب ہے خلاصہ کرنا، خلاصہ کا معنیٰ ہے مختصر، مجمل، چیدہ چیدہ اور لبِ لباب۔ کسی عبارت کو مختصر کرنے، اس کے چیدہ چیدہ نکات کو تسلسل سے بیان کرنے اور اس کا لبِ لباب نکالنے کو تلخیص کہتے ہیں۔ تلخیص کے سوال میں عبارت کا مناسب عنوان بھی تجویز کرنا ہوتا ہے۔

اقدامات برائے عملی مشق:

تلخیص کی مشق کرتے ہوئے درج ذیل طریقہ اختیار کریں۔

(i) عبارت کو تین بار پڑھیں۔

(ii) عبارت کے اہم نکات کو نمبر (3,2,1) لگائیں۔

(iii) عبارت میں موجود اشعار، ضرب الامثال، محاورات، تشبیہات اور استعارات اضافی مواد ہے۔ ان کو تلخیص میں شامل نہ کریں۔

(iv) تلخیص حتی الوسع اپنے الفاظ میں کریں لیکن یاد رہے عبارت کے الفاظ استعمال کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں۔

(v) تلخیص میں عبارت کے اہم نکات ترتیب سے بیان کریں تو زیادہ بہتر ہے۔

(vi) تلخیص میں کسی نکتے کی تکرار نہیں ہونی چاہیے اور وضاحت سے گریز کریں۔

(vii) تلخیص کی زبان سادہ، آسان اور مربوط ہونی چاہیے۔

(viii) عنوان عبارت کے بنیادی/مرکزی خیال کی ترجمانی کرتا ہو۔

(ix) عنوان جس قدر مختصر ہو اتنا ہی بہتر ہے۔

(x) تلخیص کے تمام اہم نکات تلخیص میں شامل ہونے چاہئیں۔

(xi) عبارت کے کسی خیال پر تبصرہ کرنے یا اضافہ کرنے سے گریز کریں۔

﴿عبارات کی تلخیص کے عملی نمونے﴾

1۔ مسلمانوں کا نصب العین اسلام ہے۔ وہ اسلام نہیں، جس کا ڈنکا مطلق العنان بادشاہوں اور خود غرض امرا نے بجایا بلکہ وہ اسلام جس کا حامل قرآن مجید ہے۔ جس نے صرف ان دیکھے خدا کے آگے سر جھکانا سکھایا، وہ اسلام جس کا نمونہ آنحضرت ﷺ اور خلفائے راشدین کے عہد میں مسلمانوں کی زندگیوں میں نظر آتا ہے۔ (55 الفاظ)

عنوان: مسلمانوں کا نصب العین

تلخیص: مسلمانوں کا نصب العین وہ اسلام ہے جو قرآن مجید، سیرت رسول ﷺ اور خلفائے راشدین کے عہد میں ملتا ہے۔

....

2۔ آج بھی طاقتور قومیں کمزور قوموں کو ہڑپ کرنے کی جدوجہد میں مصروف ہیں۔ ایسے حالات میں ضرورت ہے کہ ہمارے ملک کا دفاع مضبوط ہو۔ ایک زبردست مسلح فوج ہو، جو صورتِ فولاد دشمن کے سامنے سینہ سپر ہو سکے۔ زیادہ سے زیادہ تربیت یافتہ نوجوان ہوں جو بوقتِ ضرورت ملکی استحکام کے لیے قربانی دے سکیں۔ اب ہم آزاد ہیں اور آزادی کو ہر صورت برقرار رکھنا ہمارا فرض ہے۔ (68 الفاظ)

عنوان: آزادی کا دفاع

www.ilmkidunya.com

تلخیص: طاقت ور قوموں سے مضبوط دفاع کے لیے مسلح فوج اور تربیت یافتہ نوجوان ہوں جو ہر قیمت پر آزادی کی حفاظت کریں۔

....

3۔ نصابوں میں علاقائی شخصیتوں کو اس طرح پیش کرنا چاہیے کہ ان کو پورے پاکستان کے لوگ اپنی عظمتوں کی فہرست میں شامل کریں۔ خوشحال خان خٹک پشتونوں ہی کے ہیرو کیوں ٹھہرائے جائیں۔ کیوں نہ پورا پاکستان ان کو عزت کی نگاہ سے دیکھے۔ زبان کا مسئلہ بھی اسی طرح سوچا جا سکتا ہے۔ مقامی زبانوں کے باوجود مرکزی قومی زبان کے تحفظ اور فروغ کو تمام علاقوں کے لوگ اپنا فریضہ خاص خیال کریں۔ اردو زبان ڈیڑھ سو سال تک دورِ غلامی میں مسلمانانِ ہند کی وحدت کا نشان رہی ہے۔ اس کے لیے اجتماعی پیمانے پر بڑی بڑی لڑائیاں لڑی گئیں۔ یہ قومی تحریکوں کی ترجمان رہی ہے۔ اس میں اجتماعی احساسات بھرپور طریقے سے ظاہر ہوئے ہیں۔ بڑا ستم ہو گا اگر اب علاقائی تعصب میں آ کر ہم وحدت کے اس نشان کو ضائع کر دیں۔ (134 الفاظ)

عنوان: اردو ہے جس کا نام

تلخیص: علاقائی شخصیات کو نصابوں میں قومی عظمت ملنی چاہیے۔ اسی طرح مقامی زبانوں کے باوجود مرکزی قومی زبان کا تحفظ و فروغ بھی ہونا چاہیے۔ اردو ڈیڑھ صدی تک مسلمانوں کی وحدت کا نشان اور ترجمان رہی ہے۔ اس کی حفاظت نہ کرنا ستم ہو گا۔

....

4۔ فیض احمد فیضؔ ذہنی طور پر ایک رومانی اور ترقی پسند شاعر تھے۔ وہ بیسویں صدی کے ایسے منفرد شاعر کے طور پر سامنے آئے ہیں کہ جن کا نظریۂ فن اور تصورِ عشق دوسروں سے جدا ہے۔ فیضؔ کی شاعری حقیقت اور رومان کے امتزاج سے جنم لیتی ہے۔ فیضؔ کا رومان انقلابی ہے، اس کے ہاں محبوب سے پہلو تہی کہیں دکھائی نہیں دیتی بلکہ فیضؔ اپنی شاعری کو وطن اور محبوب کے دائرے ہی میں آگے پھیلاتے ہیں۔ (بورڈ 2011)

عنوان: فیضؔ۔ انقلابی شاعر

تلخیص: فیضؔ ترقی پسند، جدا نظریۂ فن و تصورِ عشق اور حقیقت و رومان کا شاعر ہے جس کی شاعری وطن اور محبوب کے دائرے میں ہی آگے پھیلتی ہے۔

....

5۔ آج دنیا بھر میں زبان، نسل اور رنگ کے اختلافات نے فساد برپا کر رکھا ہے۔ ان بے معنی لیکن فتنہ انگیز امتیازات کی وجہ سے انسانی دنیا باہم برسرِ جنگ گروہوں میں تقسیم ہو چکی ہے۔ اس کے برعکس اسلام ایک ایسا دینِ فطرت ہے جس میں ان اختلافات کا کوئی تصور موجود نہیں۔ وہ تمام انسانوں کو اولادِ آدم ہی کی حیثیت سے دیکھتا ہے اور ایک کلمۂ توحید پر جمع ہونے کی دعوت دیتا ہے۔ اس دینِ برحق کا تقاضا یہ ہے کہ کم از کم اس کے ماننے والے آپس میں اس طرح مربوط ہوں کہ اگر زمین کے ایک کونے پر بسنے والے کسی مسلمان کو گزند پہنچے تو اس کا درد روئے زمین کے تمام مسلمان محسوس کریں۔ (بورڈ 2011)

عنوان: اتحادِ اُمت / اسلامی اخوت

تلخیص: دنیا میں رنگ و نسل کے اختلافات کے باعث انسان باہم جنگی گروہوں میں بٹ گیا ہے۔ اس کے برعکس اسلام انسان کو مساوات و توحید پر جمع کرتے ہوئے مسلمانوں کے درد کا احساس دلاتا ہے۔

....

6۔ کسی غیر زبان کو ذریعۂ تعلیم بنانا حماقت کے سوا کچھ نہیں۔ جاپان میں جاپانی، چین میں چینی، انگلستان میں انگریزی، فرانس میں فرانسیسی، جرمن میں جرمنی۔ غرض یہ کہ ہر ملک کے اندر وہی زبان ذریعۂ تعلیم ہے جس کو سب سمجھتے ہیں۔ سوائے پاکستان کے، جہاں سب لوگ اُردو سمجھتے تو

www.ilmkidunya.com

ہیں لیکن یہاں ذریعۂ تعلیم انگریزی ہے۔ اسی وجہ سے ہمارا معیارِ تعلیم پست ہے تعلیم اسی زبان میں اچھی طرح دی جا سکتی ہے جس کو طالب علم آسانی سے سمجھ سکیں۔ ہمارے ہاں تعلیم اس زبان میں دی جاتی ہے، جس کو سمجھنے میں دس سال کا عرصہ لگ جاتا ہے، ہمارے زوال کا سبب یہی ہے کہ ہم اپنا قیمتی وقت علوم سیکھنے کی بجائے انگریزی سیکھنے میں گنوا دیتے ہیں۔ (بورڈ 2011)

عنوان: اُردو ذریعۂ تعلیم

تلخیص: غیر زبان کو ذریعۂ تعلیم بنانا حماقت ہے۔ ترقی یافتہ ممالک میں ایسا نہیں سوائے پاکستان کے جہاں اردو سمجھنے کے باوجود ذریعۂ تعلیم انگریزی ہونے سے معیارِ تعلیم پست ہے۔ ہم علوم سیکھنے کا قیمتی وقت انگریزی سیکھنے پر گنوا رہے ہیں۔

....

7۔ بدقسمتی سے آج پاکستانی قوم تاریخ کے جس دوراہے پر کھڑی ہے وہاں اتفاق و اتحاد نام کی کوئی چیز دور و نزدیک کہیں بھی دکھائی نہیں دیتی اور شاید ہم پاکستانیوں کے لیے باہمی اتحاد و اتفاق کی جس قدر ضرورت و اہمیت آج ہے شاید پہلے کبھی نہ تھی۔ پاکستان اس وقت تک مضبوط ہو ہی نہیں سکتا جب تک ہم سب اپنے باہمی اختلافات کو مٹا کر یک جان نہ ہو جائیں اور ہم جب ایک ہو جائیں گے تو ہمارے اتحاد، وحدت اور اتفاق کے سامنے ہمارے مخالفین اور ہمارے دشمن اپنے گھناؤنے منصوبوں اور سازشوں کے ساتھ تباہ و برباد نیست و نابود ہو جائیں گے۔

(بورڈ 2013)

عنوان: اتحادِ ملت

تلخیص: آج پاکستانی قوم کو نااتفاقی کی بجائے اتحاد کی اشد ضرورت ہے ورنہ ہم مضبوط نہ ہو سکیں گے۔ اختلافات مٹا کر اتحاد کے ہتھیار سے ہی دشمن اور اُس کی سازشوں کو تباہ کیا جا سکتا ہے۔

....

8۔ کنجوس آدمی کے بارے میں عموماً کہا جاتا ہے کہ یہ لوگ عزت اور انسانی جذبات سے عاری ہوتے ہیں ان کی زندگی کا واحد مقصد روپیہ جمع کرنا ہے۔ یہ اپنے مقصد کے حصول کی خاطر خود پر تمام مسرتوں اور خوشیوں کے دروازے بند کر لیتے ہیں۔ انھیں ایسے مخبوط الحواس انسان کہا جاتا ہے جو بے حساب دولت کے مالک ہونے کے باوجود اپنی زندگی کی ہر ایسی خوشی اور تمنا کا گلا گھونٹ دیتے ہیں جس پر انھیں پیسہ خرچ کرنا پڑتا ہے۔ لیکن کنجوس کے بارے میں یہ بیان نہایت مبالغہ آمیز ہے کیوں کہ حقیقی زندگی میں ایسے کنجوسوں کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہے شاید تمھیں ایک کنجوس بھی ایسا نہ ملے جس میں یہ تمام کوتاہیاں یکجا ہوں۔ ہمیں کنجوس کے خطاب یافتہ لوگوں میں بڑے بڑے سنجیدہ اور محنتی انسان ملتے ہیں۔ وہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنی کفایت شعاری اور محنت شاقہ کے ذریعے ترقی کر کے اپنے کو ممتاز کیا ہوتا ہے۔ (بورڈ 2013)

عنوان: کنجوسی یا کفایت شعاری

تلخیص: عام خیال ہے کہ کنجوس روپے کی بچت کی ہوس میں عزت اور جذبات سے عاری ہو کر خود پر تمام مسرتوں کے دروازے بند کر لیتا ہے۔ لیکن در حقیقت ایسے کنجوس کی تلاش مشکل ہے۔ کنجوس کے خطاب یافتہ لوگوں میں بڑے کفایت شعار اور ممتاز لوگ بھی ملتے ہیں۔

....

9۔ نظامِ کائنات پر غور کریں تو ہر چیز میں ایک ترتیب، آہنگ، سلیقہ اور پابندی موجود ہے۔ سورج وقت پر طلوع ہوتا ہے اور وقت پر غروب ہوتا ہے۔ موسم وقت پر آتے اور بدلتے ہیں۔ فصلیں وقت پر اُگتی ہیں۔ درخت وقت پر پھل لاتے ہیں۔ مرغانِ سحر کے چہچہے وقت کے پابند ہیں۔ چاند وقت پر نکلتا اور کرنیں بکھیرتا ہے مگر افسوس انسان وقت کی قدر نہیں جانتا۔ (بورڈ 2008)

عنوان: پابندیٔ وقت

تلخیص: کائنات کی ہر چیز مثلاً سورج، موسم، پھل، فصلیں، مرغانِ سحر اور چاند وقت کی پابند ہے۔ مگر افسوس انسان وقت کی قدر نہیں کرتا۔

10۔ حضرت اقبال رحمۃ اللہ علیہ اخلاق کا ایک عمدہ نمونہ تھے۔ خلیق، ملنسار تھے۔ ہم نے کبھی آپ کو غصہ کرتے نہیں دیکھا۔ کوئی ناگواری ہوتی تو آپ ضبط کرتے۔ تحمل اور ضبطِ نفس بغایت تھا۔ عزم، حوصلہ، ثابت قدمی اور مستقل مزاجی کے مالک تھے۔ جس کام کی نیت فرماتے اس کو پایۂ تکمیل تک پہنچائے بغیر نہ رہتے۔ جھوٹ سے انتہائی نفرت تھی۔ صداقت وحق گوئی کو پسند کرتے تھے۔ تکبر، جاہ پسندی اور ہوس دنیا نام کو بھی آپ میں نہ تھی۔ تواضع وانکسار آپ کی خُو تھی اور نمود و نمائش سے گریز کرتے تھے۔ (بورڈ 2010)

عنوان: اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے اخلاق

تلخیص: حضرت اقبال رحمۃ اللہ علیہ تحمل، استقلال، صداقت اور تواضع جیسے اخلاقِ جمیلہ کا نمونہ اور جھوٹ، غصہ، تکبر، حبِ دنیا اور ریا کاری جیسے اخلاقِ رذیلہ سے پاک تھے۔

....

11۔ نشتریت' غزل کی خاص خوبی ہے۔ اس نشتریت کو تشبیہات تیز تر کرتے ہیں۔ تشبیہ اور استعارہ شعر کو صوری اور معنوی طور پر جلا دیتے ہیں۔ ان سے شعر حسین اور خیالِ لطیف بن جاتا ہے۔ گویا ایمائیت، رمزیت اور نشتریت میں غزل کا راز پوشیدہ ہے۔ غزل زندگی کے ہر پہلو کی ترجمان ہے۔ غزل کو جس طرح لب و رخ تک محدود نہیں کیا جاسکتا اسی طرح اس کے تذکرے سے مفر بھی نہیں اور بہ نظر غائر دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ قدیم دور میں بھی غمِ دوراں موجود تھا اور ان غموں کا تذکرہ کیا جاتا تھا جو محبت کے علاوہ ہیں۔ (بورڈ 2010)

عنوان: نشتریت۔ غزل کی خاص خوبی

تلخیص: نشتریت غزل کی خاص خوبی ہے۔ تشبیہات واستعارات اسے تیز کرتے ہوئے شعر کی معنویت اور خیال سے مزین کرتے ہیں۔ غزل غمِ جاناں سے غمِ دوراں تک زندگی کے ہر پہلو کی ترجمان ہے۔

....

12۔ دنیا کی کوئی زبان ایسی نہیں ہے جس میں کسی دوسری زبان کے الفاظ نہ پائے جاتے ہوں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب دو قوموں میں ملاپ ہوتا ہے تو ان کی زبانیں بھی ایک دوسرے پر اثر انداز ہوتی ہیں اور ایک دوسرے کے ذخیرے سے تھوڑے بہت الفاظ ضرور لے لیتی ہیں جو اپنے بیگانہ ماحول میں دخیل کہلاتے ہیں۔ ان کی اہمیت اس لیے مسلم ہے کہ یہ ہمیں دو قوموں کے تعلقات اور ان کی نوعیت (مذہبی، سیاسی، فوجی، سماجی، وغیرہ) سے آگاہی بخشتے ہیں۔ جو ماضی کے کسی عہد میں استوار ہوئے تھے اور یوں تاریخِ عالم کے ان گوشوں کو روشن کرتے ہیں جو ابھی پردۂ تاریکی میں ہیں اور جن تک ہماری رسائی کے تمام وسائل ختم ہوچکے ہیں چناں چہ اس اعتبار سے کہ ازمنہ قدیم کے حالات کا سراغ لگانے کے لیے زبان اور زبان کے الفاظ ہی ہمارا واحد وسیلہ اور آخری سہارا ہیں۔ دو قوموں کے ارتباطِ باہمی کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لیے دخیل الفاظ کی قدر و قیمت سے کسی کو انکار نہیں ہوسکتا۔ (بورڈ 2016)

عنوان: زبان: تہذیبی شناخت

تلخیص: خالص زبان کوئی نہیں ہوتی کیوں کہ قوموں کے ملاپ سے لفظوں کا تبادلہ بھی ہوتا ہے۔ زبان ہمارے پاس واحد ذریعہ ہے جس سے ہم ماضی کی تہذیب و تمدن کے بارے میں جان سکتے ہیں چناں چہ لفظوں کی قدر و قیمت سب کے لیے مسلمہ ہے۔

....

13۔ فطری طور پر انسان ایسا واقع ہوا ہے کہ دوسرے کے سامنے اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہوئے ندامت محسوس کرتا ہے اور دوسروں کے سامنے اپنے گناہ چھپاتا ہے لیکن جب انسان اللہ کی بارگاہ میں ہم کلام ہو تو وہ حقیقت سے کام لیتے ہوئے اپنے تمام گناہوں کا اعتراف کرتے

ہوئے اللہ تعالیٰ رحمت کا امیدوار رہوتا ہے۔ گناہ کرنا اس کی سرشت میں داخل ہوتا ہے لیکن وہ اس کی رحمت ہر گز بھی مایوس نہیں ہوتا۔ وہ جانتا ہے کہ اللہ تو سرتر ماؤں سے بڑھ کر زیادہ مشفق ہے وہ اس کی توبہ لازمی قبول کرے گا۔ اس لیے جب انسان سچے دل سے اپنے گناہوں کا اعتراف کرے اور توبہ کرے تو خدا اسے معاف کر دیتا ہے۔ (بورڈ2016)

عنوان: احساس گناہ اور مغفرت

تلخیص: انسان دوسرے انسانوں کے سامنے تو اعتراف گناہ نہیں کرتا لیکن بارگاہ خداوندی میں نہ صرف اعتراف کرتا ہے بلکہ معافی کا خواستگار بھی ہوتا ہے کہ اللہ کی رحمت بے پایاں اسے مایوس نہیں ہونے دیتی اللہ تعالیٰ بھی توبہ کرنے والوں کو معاف کر دیتا ہے۔

نوٹ: درج ذیل عبارات کے عنوان خود تجویز کریں اور تلخیص بھی خود کریں۔

(1) میر تقی میرؔ کے والد میر متقی تو حال مست صوفی تھے اور میر کا بچپن اُنھیں کے زیرِ سایہ گزرا۔ میر متقی کے انتقال کے بعد اُن کے دوست میر امان اللہ جن کو میر چچا کہتے تھے، میر کے روحانی سرپرست ہو گئے۔ مختصر یہ کہ میر کی تربیت انتہائی صوفیانہ ماحول میں ہوئی اور اُن کی زندگی کے ابتدائی سال قلندروں اور درویشوں کی صحبت میں گزرے۔ یہ تو نہیں کہا جاسکتا کہ اِس صحبت کے نتیجہ میں میر خود بھی صوفی ہو گئے تھے، رہے تو وہ شاعر ہی مگر اُن کے شعری مزاج کی تشکیل میں تصوف کا بہت دخل رہا۔ یہی وجہ ہے کہ اُن کی شاعری میں دنیا کی بے ثباتی، فکرِ آخرت اور دیگر صوفیانہ تصورات کا عکس واضح طور پر نظر آتا ہے۔ (کل الفاظ=120)

(2) دلی کا افتخار یہ نہیں ہے کہ وہ ہزاروں سالوں سے ہند کا دارالحکومت رہا ہے، نہ قطب مینار کی بلندی اس کے لیے مایہ ناز ہے، نہ لال قلعے کے بُرج اس کا امتیاز ہیں۔ دِلی کا سب سے بڑا فخر یہ ہے کہ وہ غالبؔ کا شہر ہے۔ غالبؔ کی شخصیت اور فن کو ہر شخص بقدر ذوق سمجھتا ہے، کوئی صرف مسکرا کے رہ جاتا ہے، کوئی ہنستا ہے اور کوئی قہقہہ لگاتا ہے اور کوئی اُس کے اشعار کے مطالب و معانی میں کھو کر رہ جاتا ہے، غالبؔ ہماری معاشرتی زندگی میں اسی طرح سما گئے ہیں کہ ہر آدمی اُن سے اپنی صلاحیت، مزاج اور حالات کے مطابق استفادہ کر کے غالبؔ شناسی کی ایک نئی جہت دکھاتا ہوا نظر آتا ہے۔ (کل الفاظ=115)

(3) ہر بچے کی آنکھ کے سامنے جو نمونہ مستقل طور پر رہتا ہے وہ اُس کی ماں ہے سو معلموں کے برابر ایک اچھی ماں ہوتی ہے۔ گھر عورت کی سلطنت ہوتا ہے۔ اس میں سارے احکام اسی کے چلتے ہیں۔ وہ اپنے بچوں کی ننھی منی رعیت پر حکم نافذ کرتی ہے۔ ہر چیز کے لیے بچے اپنی آنکھوں کو اسی کی طرف لگائے رکھتے ہیں۔ ہر وقت ان کے روبرو وہی مثال اور نمونہ ہے جس کی وہ پیروی کرتے ہیں اور نقل اتارتے ہیں۔ اسی واسطے بچوں کے چال چلن اور طور طریقے پر ماں کا اثر باپ کی نسبت زیادہ ہوتا ہے۔ (بورڈ2008)

(4) تہذیبِ نو نے معیارِ زندگی کا کچھ ایسا سحر ہمارے کانوں میں پھونکا ہے کہ اب ہر شخص اپنا اپنا معیارِ زندگی بلند سے بلند تر کرنے کی تگ و دو میں مصروف نظر آتا ہے۔ چناں چہ ہم میں سے ہر شخص سادگی کی روش اپنانے اور سادہ زندگی اختیار کرنے کی بجائے آرام و آسائش کے قیمتی سے قیمتی سامان فراہم کرنے کی دوڑ دھوپ کر رہا ہے۔ کہیں قیمتی سے قیمتی ملبوسات کا مقابلہ ہے اور کہیں فیشن پرستی کی مسابقت میں ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی دوڑ لگی ہوئی ہے۔ کہیں رہائش کے لیے جدید وضع کے عالی شان بنگلے بن رہے ہیں تو کہیں سواری کے لیے جدید سے جدید ترین کاریں آ رہی ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہماری زندگیوں کا مقصد سوائے نمائش کے اور کچھ رہ ہی نہیں گیا۔

(بورڈ2009)

(5) دل سے سارے جسم کو خون کی ترسیل ہوتی ہے اور ضرورت کے مطابق خون کی رسد، روانی، دباؤ اور مقدار میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔ اس کمی بیشی کو اعتدال پر رکھنے کے لیے متعدد عوامل کام کرتے ہیں۔ جن میں دل کے پٹھوں کی مضبوطی، دل کے صمام کارکردگی، رگوں میں خون سمانے کی گنجائش اور خون کی اپنی مقدار اہم ہیں۔ لیکن اصل فیصلہ کن بات دل کے پٹھوں کی قوت ہے۔ ایک دن میں رگوں

میں اس قدر گردش کر لیتا ہے جس قدر ستر بیرل میں ہوتا ہے اور محنت کے وقت یہ مقدار چودہ بیرل فی گھنٹا ہو جاتی ہے۔

(بورڈ 2010)

(6) نماز مسلمانوں پر انفرادی حیثیت سے بھی اثر انداز ہوتی ہے، وہاں اجتماعیت کا شعور بھی اپنا اثر دکھاتا ہے، نماز باجماعت بالعموم اور بالخصوص جمعتہ المبارک اور عیدین کی نمازیں مسلمانوں میں شعور اجتماعیت پیدا کرتی ہیں، جب مسلمان تمام رنگ و نسل اور علاقے کے بت پاش پاش کر کے ایک ہی صف میں ایک ہی امام کے پیچھے کھڑے ہوتے ہیں تو یہ بڑا روح پرور منظر ہوتا ہے۔ اگرچہ اس کے بہت سے اثرات وقوع پذیر ہوتے ہیں لیکن فکری وحدت اور عملی مساوات کا احساس نمایاں ہوتا ہے۔ (بورڈ 2011)

(7) اس وقت وطن عزیز ایک آتش فشاں کے دہانے پر ہے۔ جو لوگ ان آتشیں شعلوں کی زد میں ہیں وہ آخرت کو سدھار رہے ہیں، جو بچ رہے ہیں جیتے جی مر رہے ہیں۔ شہر شہر اور قریہ قریہ کربلا کا منظر ہے۔ لوگ اپنے معصوم بچوں، بے گناہ عورتوں اور مردوں کے لاشے اٹھا اٹھا کر تھک چکے ہیں۔ ان کی نیندیں اُڑ چکیں، ان کے کھانے بے لذت ہو گئے کہ جلتے جسموں کے مناظر اور پیاروں کی چیخ و پکار ان کا پیچھا نہیں چھوڑتی۔ کتنا بڑا المیہ ہے کہ یہ سب کچھ دین اسلام کے نام پر ہو رہا ہے۔ وہ دین جس کا معنی ہی امن و سلامتی ہے۔ وہ دین جس کا پیغام حیات بخش ہے نہ کہ حیات کُش، جو دکھ درد بانٹنے کا درس دیتا ہے نہ کہ سُکھ چین چھین لینے کا، جو کشت انسانیت میں محبتوں کے پھول اُگانے کی بات کرتا ہے نہ کہ نفرتوں کے کانٹے بچھانے کی۔ (بورڈ 2014)

(8) وہ دس برس بھی کیا منتخب سال تھے کہ اگر یورپ میں چرچل، لینن اور سٹالن پیدا ہوئے تو براعظم میں قائد اعظمؒ، علامہ اقبالؒ، محمد علی جوہرؒ اور ظفر علی خانؒ بھی انھیں برسوں میں پیدا ہوئے۔ اس کے بعد براعظم میں نہ جانے مسلمانوں پر کیا افتاد پڑی کہ نہ دیوانے پیدا ہوئے اور نہ فرزانے۔ ہمارے حصے میں تو بس ایک ہجوم آیا سرگشتہ و برگشتہ۔ تشکیل پاکستان سے وابستہ ساری توقعات بھی عبث ثابت ہوئیں۔ بدقسمتی سے پاکستانی مائیں صرف افسر اور تاجر ہی جنتی رہیں۔ ممکن ہے قدرت اس فیاضی کا جو اس نے انیسویں صدی کی ساتویں دہائی میں دکھائی تھی حساب لے رہی ہے۔ جو ملک اور قومیں اس میزان پر پوری اتریں انھیں مزید بڑے آدمی عطا ہوئے اور جو ناکام رہیں اُنھیں سزا کے طور پر ایسے لوگ ملے جو شامت اعمال ہوا کرتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بڑے آدمی انعام کے طور پر دیے اور سزا کے طور پر روک لیے جاتے ہیں۔ (بورڈ 2014)

(9) امتِ مسلمہ کے زوال کا ایک اہم سبب یہ رہا ہے کہ تعلیم کو کبھی ایک بالاتر ترجیح نہیں سمجھا گیا۔ وسائل کا رخ بالعموم ایسے منصوبوں کی طرف رہا جو قوم کے مستقبل کی تعمیر کے لیے چنداں مفید نہ تھے۔ بتایا جاتا ہے کہ اکیسویں صدی کی ایک دہائی گزر جانے کے بعد بھی اسلامی دنیا کے ستاون ممالک میں صرف پانچ سو سے کچھ اوپر یونی ورسٹیاں ہیں۔ جب کہ صرف بھارت میں پونے نو ہزار کے قریب یونی ورسٹیاں کام کر رہی ہیں۔ جاپان کے ایک شہر ٹوکیو میں یونی ورسٹیوں کی تعداد پورے عالم اسلام کی جامعات سے زیادہ ہے۔

(بورڈ 2014)

(10) آدم دنیا میں آیا اور اس نے ایک ایک کر کے اپنی صلاحیتوں سے کام لینا اور ماحول کی تسخیر کرنا شروع کیا۔ ماحول کی تسخیر کے اس بڑے کام میں ارادے اور علم کی قوتوں کے علاوہ جستجو اور آرزو کی خلش نے اس کی راہبری کی۔ اور اس نے قوت تسخیر سے ماحول کو بدل کر اپنے مقاصد کا تابع کیا۔ اس میں حسن پیدا کیا۔ اس میں آسائشوں کے سامان پیدا کیے۔ اس میں رونق اور چہل پہل پیدا کی اور یہ سب کچھ کرنے میں انسان طرح طرح کی سختیوں، آزمائشوں اور امتحانوں میں سے گزرا اور ان آزمائشوں میں سے گزرنے اور ان سے لذت محسوس کرنے کو اپنی عادت بنا لیا۔ (بورڈ 2014)

(11) فتنہ و فساد کو مٹانا اور ظالم کو ظلم سے روکنا عظیم ترین عبادت ہے کیوں کہ اس سے امن قائم ہوتا ہے۔ لوگوں کی جان و مال اور عزت و

www.ilmkidunya.com

ناموس محفوظ ہوتی ہے۔ ڈاکو لٹیرے اور دنیا کے امن وسکون کو خاکستر کر دینے والے اپنے کیفرِ کردار کو پہنچتے ہیں۔ فتنے کو اگر بڑھنے کا موقع ملے تو دنیا بھر کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے۔ جہاد میں بعض دفعہ انسانی جانوں کا قتل بھی ہوتا ہے لیکن فتنہ وفساد چوں کہ اس سے بھی بُرا ہے اس لیے اسے مٹانے کے لیے اس کی اجازت دی گئی ہے بلکہ جب ظلم وتشدد اور فتنہ وفساد انتہا کو پہنچ جائے تو اسے اعلیٰ ترین عبادت قرار دیا ہے۔ (بورڈ 2010)

(12) سکون کا دور ہو یا انقلاب، زندگی کے ہر شعبے میں ارتقا کا عمل جاری رہتا ہے۔ یہ انسان پہلے بھی تھا مگر حیوانات سے بہت قریب۔ تہذیب وتمدن کی جو کارفرمائیاں آج ہمارے سامنے ہیں پہلے کہاں تھیں۔ انسان صدیوں پیدل چلتا رہا، پھر کسی جانور پر سوار ہوا۔ پھر اس نے گاڑی بنائی، پھر ریل، پھر طیارہ۔ غاروں میں رہتے رہتے وہ عالی شان محلوں میں رہنے لگا۔ کبھی عریانی اس کا لباس تھی پھر درختوں کے پتے سرپوش ہوئے اور اب کیسے کیسے نادر لباس اس کے پاس ہیں۔ اس کی زبان نے بھی اسی طرح کی ترقی کی اور کر رہی ہے۔ پہلے بولیاں بنیں پھر بولیاں زبان بن گئیں اور اس میں علم وحکمت کے صحیفے تیار ہوئے۔ (بورڈ 2012)

(13) اے پھول! تو ہماری زندگی ہی کا نہیں ہمارے مرنے کا بھی رفیق ہے۔ وہ کیا حسرت ناک مقام ہوتا ہے جب دنیا انسان کو چھوڑ دیتی ہے۔ اپنی ساری راحتیں، ہر قسم کی بنیادی دل چسپیاں ہم سے چھین لیتی ہے۔ ایک ٹوٹی ہوئی اور کم حیثیت قبر ہمارا بستر راحت یا مصیبت ہوتی ہے۔ سناٹے کی مہیب اور خوف ناک راتیں اسی گوشۂ تنہائی میں ہم پر گزر جاتی ہیں۔ صبح ہونے کو ہوتی ہے اس موقع پر کوئی مونس ہوتا ہے نہ ہمدرد، نسیم سحر کے جھونکے بھی قہر ڈھاتے ہوئے آتے ہیں کہ رات بھر کی جھلملاتی ہوئی شمع کو موت کے تھپیڑے گل کر دیتے ہیں اور تیری خوش بو کو ادھر اُدھر اُڑا لے جانا چاہتے ہیں۔ اس وقت ہمیں کسی ہمدرد کی صورت دکھائی نہیں دیتی۔ دُنیا کے تمام سامانِ عشرت اور کُل دل چسپی کی چیزیں پہلی منزل پر مسافرانِ عدم کا ساتھ چھوڑ دیا کرتی ہیں۔ عزیز واقارب، دوست واحباب سب ساتھ چھوڑ دیتے ہیں مگر وفادار عروسانِ چمن تمھارا ساتھ ہرگز نہیں چھوٹتا۔ (بورڈ 2012)

(14) استاد کا فریضہ یہ ہے کہ طالب علم کے ساتھ خوش مزاجی اور نرمی کا برتاؤ کرے اور اپنی سرپرستی کی ذمہ داری کو خوش اسلوبی سے انجام دے، تم اپنے آپ کو ایسی شخصیت ثابت کرو کہ جوان کی معنوی ضرورتوں کے مطابق خلوص کے ساتھ تیاری کرے، مطالب حاصل کرے اور پھر آہستہ آہستہ یہ مطالب ان تک پہنچائے اور انھیں آمادہ کرے۔ اس کے ساتھ ساتھ تم ان کے لیے خیر خواہ بنو، ان کے ساتھ سخت برتاؤ نہ کرو اور انھیں نصیحت کرنے والے بنو، جیسے کوئی سرپرست اپنی سرپرستی میں آنے والے افراد کی ضروریات کا خیال رکھتا ہے۔ ان کی کوتاہیوں کے مقابلے میں صبر وحوصلے کا مظاہرہ کرو۔ اگر ان شرائط پر عمل کرو گے تو تم اس کے لیے اچھے رہبر ورہنما ثابت ہو سکو گے اور اس کی امیدوں کا محور بن سکو گے۔ (بورڈ 2022ء)

(15) لوگ وقت کی قدر وقیمت نہیں پہچانتے۔ انھیں اندازہ ہی نہیں کہ انسان کے ہاتھ میں اصل دولت وقت ہی ہے۔ جس نے وقت کو ضائع کر دیا اس نے سب کچھ ضائع کر دیا۔ قدرت نے انسان کے ہر لحہ زندگی کے ساتھ ایک اہم فرض باندھ رکھا ہے جس کی ادائیگی میں اس کی زندگی کی ساری عظمتیں پوشیدہ ہیں۔ اگر وہ اپنی زندگی کے کسی لمحے میں فرض کو پہچاننے یا ادا کرنے میں کوتاہی کر جائے جو اسی لمحے کے لیے مخصوص ہے تو اس فرض کا وقت زندگی میں کبھی نہیں آتا کیوں کہ اس کے بعد اس کی زندگی کے جو لمحات بھی میسر آتے ہیں وہ اپنے فرائض اور ذمے داریاں ساتھ لاتے ہیں۔ اس لیے جو فرض رہ گیا سو رہ گیا۔ اگر اس فرض کو اس کے اصلی وقت کے بعد پورا کرنے کی کوشش کی گئی تو وہ بغیر اس کے ممکن نہیں کہ اس کے مساوی یا اس سے بھی زیادہ کسی دوسرے اہم فرض کو اس کی خاطر نظرانداز کیا جائے۔

(16) پاکستان کے قیام سے نہ صرف ہندوستان کے برعظیم اور ایشیا میں بلکہ ساری اسلامی دنیا میں ایسا قوت آفریں تغیر رونما ہو گیا ہے جس کے غیر معمولی نتائج کا دنیا ابھی صحیح طور پر اندازہ نہیں کر سکتی۔ ادھر یہ امر پاکستان کی ملتِ اسلامیہ پر روز بروز واضح ہو رہا ہے کہ اگر اسے اپنی اور

دنیا کی طرف اپنا اسلامی اور انسانی فرض ادا کرنا ہے تو پاکستان کی حکومت لازمی طور پر اسلامی جمہوریت کے ترقی پرور اصولوں پر قائم ہو گی۔ جس میں مسلم اور غیر مسلم دونوں سے مساوی سلوک کیا جائے گا۔ جس میں بڑے بڑے سرمایہ داروں کے لیے جگہ نہ ہوگی بلکہ جس میں غریبوں اور کارکنوں کا خاص طور پر خیال رکھا جائے گا، جس میں عورت کے حقوق اور اس کی شخصیت محفوظ ہوگی، جس میں دولت اِدھر تمام لوگوں میں مناسب طور پر تقسیم ہوکر اور اُدھر بیت المال میں جمع ہوکر عوام الناس کا معیارِ زندگی بڑھانے کے کام آئے گی۔

(بورڈ 2017ء)

(17) ہر ایک سے ادب سے ملنا چاہیے۔ محفل میں تھوکنا نہیں چاہیے۔ جماہی یا چھینک آئے تو منہ پر ہاتھ رکھ لینا چاہیے۔ آواز پست رکھ کر گفتگو کرنا چاہیے۔ کسی کی طرف پُشت نہیں کرنا چاہیے۔ کسی کی طرف پاؤں بھی نہیں کرنا چاہیے۔ ٹھوڑی کے نیچے ہاتھ دے کر نہیں بیٹھنا چاہیے۔ انگلیاں نہیں چٹخانا چاہیے۔ جہاں تک ممکن ہو خود کلام شروع نہیں کرنا چاہیے۔ دوسرا شخص بات کرے تو خوب توجہ سے سُننا چاہیے۔ بیچ میں نہیں بولنا چاہیے۔ البتہ گناہ کی بات ہو تو اُسے منع کر دینا چاہیے۔ (بورڈ 2018,17ء)

(18) وینس کا حسن دن کی نسبت رات کو کسی قدر نکھر آتا ہے۔ اس وقت اس میں بے پناہ کشش پیدا ہو جاتی ہے۔ جس کے سامنے باہر سے آنے والے مسافر اپنے آپ کو بے بس محسوس کرتے ہیں۔ اس حسن کا تعلق برقی قمقموں یا تیز روشنی سے نہیں بلکہ اس تاریکی سے ہے جو شام کے دھندلکے کے ساتھ ہی وینس کی لہروں میں اُترنا شروع ہو جاتی ہے اور جوں جوں شام گزرتی ہے اس تاریکی کی گہرائی خود وینس کے حسین چہرے کو اس طرح پر کشش بنا دیتی ہے جس طرح سے بعض اوقات سیاہ پلکوں میں لپٹی ہوئی شفاف آنکھوں کا حسن کاجل کی سیاہی سے اُبھر آتا ہے۔ (بورڈ 2018ء)

(19) کفایت شعاری نام ہے اعتدال کی روش کا یعنی چادر کے مطابق پاؤں پھیلائے جائیں بلکہ چادر کو زیادہ پھیلایا جائے اور پاؤں کم، اسی میں سہولت اور راحت ہے۔ جو انسان اخراجات کے سلسلے میں حد سے بڑھتا ہے وہ خود کو انسانیت کے اعلیٰ مقام سے گرا لیتا ہے کیوں کہ قرآن پاک میں واضح ارشاد ہے کہ فضول خرچ لوگ شیطان کے بھائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ زندگی کی نعمتوں سے لطف اندوز ہونے سے منع نہیں کرتا بلکہ تلقین یہ ہے کہ کھاؤ پیو مگر حد سے تجاوز نہ کرو۔ اب یہ ہمارے اپنے بس میں ہے کہ مالی استطاعت ہونے کے باوجود خود کو قابو میں رکھتے ہیں یا بے قابو ہو کر شیطان کے بھائی بنتے ہیں۔ (بورڈ 2019ء)

(20) انسان، آدمی کی سی شکل رکھنے کا نام نہیں بلکہ ان صفات کے مجموعے کا نام ہے جس سے آدمی اور جانور میں تمیز پیدا ہوتی ہے۔ آدمی اگر ایک یا ایک سے زیادہ صفات کے اعتبار سے کسی جانور کی عادت یا عادات کے مشابہ ہو تو وہ آدمی کے قالب میں جانور ہوگا۔ چاہے وہ بظاہر کتنا ہی قبول صورت یا مالک جاہ و حشمت کیوں نہ ہو۔ جب ایک جابر اور ظالم آدمی کسی بے گناہ کے سینے پر گھٹنے رکھ کر اس کا گلا دبا رہا ہوتا ہے تو وہ اس بھیڑیے کی مانند ہوتا ہے جس نے کسی معصوم بچہ کے جسم میں پنجے گاڑے ہوتے ہیں۔ اسی طرح ہم اپنے مختلف اعمال و افعال کی بنا پر نہ جانے کس کس جانور کی شکل اختیار کرتے رہتے ہیں۔ اگر ہم کسی طرح اپنی بھیانک شکلوں کو دیکھ سکیں تو شاید خود چیخ اٹھیں اور اپنے اندر کے انسان کو تلاش کرنے کی کوشش کریں۔ (بورڈ 2019ء)

(21) عشق ایک خاصہ پیہم آرزو ہے۔ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کا تصورِ عشق ہمارے دوسرے شعراء کے نام نہاد رسمی عشق سے بالکل مختلف ہے۔ ان کے ہاں وہ زندگی کا ایک زبردست محرک عمل ہے۔ اقبال رحمۃ اللہ علیہ عشق سے تسخیرِ فطرت کا کام لیتا ہے اور اس کے ذریعے اپنے دل کو کائنات سے متحد بھی کرتا ہے۔ اس کی بدولت انسان کی نظر اتنی بلند ہو جاتی ہے کہ وہ اپنی ہمت مردانہ کے سامنے جبریل علیہ السلام کو صیدِ زبوں سمجھنے لگتا ہے اور اپنے وجدان کی کمند سے ذاتِ یزداں پر قابو پانے کے منصوبے سوچتا ہے۔ یہ ایک وجدانی کیفیت ہے جس کا خاصہ مستی، انہماک اور جذب کلی ہے (بورڈ 2022ء)